

# عالمی عدالت انصاف کا اسرائیل کے بطور قابض طاقت کے فرائض کے بارے میں فیصلہ

18 دسمبر 2024 کو، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی (UNGA) نے قرارداد 79/232 کو اپنایا، جس میں عالمی عدالت انصاف (ICJ) سے "اسرائیل کے اقوام متحدہ، دیگر بین الاقوامی تنظیموں، اور تیسرے ممالک کی موجودگی اور سرگرمیوں کے حوالے سے، اور مقبوضہ فلسطینی علاقوں (OPT) سے متعلق اس کے فرائض" کے بارے میں مشاورتی رائے طلب کی گئی۔

22 اکتوبر 2025 کو، ICJ نے اپنی مشاورتی رائے جاری کی، جس میں اسرائیل کے قابض طاقت کے طور پر فرائض اور OPT میں انسانی ہمدردی اور ترقیاتی سرگرمیوں میں ملوث اقوام متحدہ، دیگر بین الاقوامی تنظیموں، اور تیسرے ممالک کے تین اس کی ذمہ داریوں کو منظم کرنے والے قانونی ڈھانچے پر بحث کی گئی۔

عدالت نے ICJ کے قانون کے آرٹیکل 65 اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 96 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کی تصدیق کی، اور اس بات کی توثیق کی کہ جنرل اسمبلی اس کی رہنمائی مانگنے کی مجاز تھی۔ اس نے اعتراضات کو مسترد کر دیا کہ یہ درخواست سیاسی نوعیت کی تھی یا جنوبی افریقہ بمقابلہ اسرائیل (نسل کشی کے جرائم کی روک تھام اور سزا کے بارے میں کنونشن کا اطلاق) کے مقدمے میں عدالت کے زیر التوا مسائل سے متصادم تھی۔ درخواست کو مسترد کرنے کی کوئی "مضبوط وجہ" نہ پاتے ہوئے، عدالت نے زور دیا کہ یہ سوال قانونی نوعیت کا تھا اور مکمل طور پر اس کے مشاورتی کردار کے دائرے میں تھا۔

یہ بات زور دینا ضروری ہے کہ اس معاملے میں ICJ کا مینڈیٹ تشریحی تھا، تفتیشی نہیں۔ عدالت کو اسرائیل کے اصل رویے کی تصدیق یا فیصلہ کرنے کا کام نہیں سونپا گیا تھا، بلکہ اسے بین الاقوامی قانون کے تحت اسرائیل کے قابض طاقت اور اقوام متحدہ کے رکن ملک کے طور پر قانونی فرائض کو واضح کرنے کی ذمہ داری دی گئی تھی۔ اگرچہ عدالت غزہ اور مغربی کنارے میں خلاف ورزیوں کے الزامات لگانے والی متعدد اقوام متحدہ اور میڈیا رپورٹس سے آگاہ تھی، لیکن اس نے ان حقائق کی آزادانہ طور پر جانچ یا فیصلہ نہیں کیا۔ یہاں پیش کی گئی اسرائیل کے اقدامات اور انسانی حالات کے بارے میں

سیاق و سباق کی معلومات مشاورتی رائے سے براہ راست حاصل نہیں کی گئی ہیں، بلکہ عوامی طور پر دستیاب اور اچھی طرح سے دستاویزی ذرائع سے لی گئی ہیں جو عدالت کے نتائج کی اہمیت اور سنجیدگی کو واضح کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

## اسرائیل ایک قابض طاقت ہے

ICJ نے تصدیق کی کہ اسرائیل غزہ کی پٹی اور مقبوضہ فلسطینی علاقوں کے دیگر حصوں میں 1907 کے ہیگ قوانین کے آرٹیکل 42 اور 1949 کی چوتھی جنیوا کنونشن کے معنی میں قابض طاقت بنا رہتا ہے، باوجود اس کے کہ 2005 میں نام نہاد ”انخلاء“ ہوا تھا۔ اگرچہ اسرائیل نے اس وقت غزہ سے اپنی مستقل فوجی موجودگی اور بستیوں کو واپس لے لیا تھا، عدالت نے نوٹ کیا کہ اسرائیل اب بھی سرحدوں، فضائی حدود، سمندری پانیوں، آبادی کے رجسٹر، اور ضروری بنیادی ڈھانچے پر موثر کنٹرول رکھتا ہے، اس طرح وہ اتھارٹی کی ڈگری کو برقرار رکھتا ہے جو بین الاقوامی قانون کے تحت قبضے کی تعریف کرتی ہے۔

عدالت نے واضح کیا کہ موثر کنٹرول، نہ کہ فوجیوں کی جسمانی تعیناتی، قبضے کی موجودگی کا تعین کرتی ہے۔ اس کے مطابق، اسرائیل قابض طاقت کے طور پر تمام قانونی فرائض کو برداشت کرتا ہے، بشمول شہریوں کی حفاظت کی ذمہ داری، عوامی نظم و نسق اور سلامتی کو یقینی بنانا، اور بین الاقوامی انسانی قانون اور انسانی حقوق کے قانون کے تحت مقبوضہ آبادی کی خود مختاری اور حقوق کا احترام۔

## سول آبادی کی فلاح و بہبود کے لیے ذمہ داری

چوتھی جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 55 اور 56 کے تحت، قابض طاقت کی بنیادی اور براہ راست ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے کنٹرول کے تحت آبادی کے لیے خوراک کی فراہمی، طبی دیکھ بھال، اور عوامی صحت کو یقینی بنائے۔ یہ غیر مشروط ذمہ داریاں ہیں، جنہیں قابض کے خرچ پر پورا کیا جانا چاہیے۔

صرف اس صورت میں جب قابض طاقت حقیقتاً آبادی کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہو، وہ دوسرے ممالک یا غیر جانبدار انسانی تنظیموں سے امدادی کارروائیوں کو قبول اور سہولت فراہم کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود، آرٹیکل 59 اسے ”تمام دستیاب ذرائع سے“ ایسی کارروائیوں کو ”منظور کرنے اور سہولت دینے“ کا پابند کرتا ہے۔ امدادی کوششوں میں کسی

بھی رکاوٹ یا پابندی کنونشن کے منافی ہے اور، اگر یہ محرومی یا بھوک کا باعث بنتی ہے، تو بین الاقوامی رواجی قانون کے تحت سنگین خلاف ورزی اور جنگی جرم بن سکتی ہے۔

عدالت کا رائے ان فرائض کو تجریدی قانونی اصطلاحات میں بیان کرتا ہے؛ یہ غزہ میں اسرائیل کے رویے کا جائزہ نہیں لیتا۔ اس کے باوجود، اقوام متحدہ اور انسانی تنظیموں کی وسیع رپورٹس نے خوراک، ایندھن، اور طبی سامان پر وسیع پابندیوں کی دستاویزی ہے۔ یہ حالات ICJ کے بیان کردہ قانونی پابندیوں سے قریب سے مطابقت رکھتے ہیں۔

## بھوک اور اجتماعی سزا پر پابندی

ICJ نے تصدیق کی کہ جنگ کے طریقہ کار کے طور پر شہریوں کی بھوک 1977 کے اضافی پروٹوکول I کے آرٹیکل 54، جو تھی جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 55-59، اور بین الاقوامی انسانی قانون کے رواجی قاعدہ 53 کے تحت مطلقاً ممنوع ہے۔ یہ پابندی ہر اس پالیسی یا عمل پر محیط ہے جو شہری آبادی کو خوراک، پانی، ایندھن، اور ادویات سمیت ان کی بقا کے لیے ناگزیر اشیاء سے محروم کرتی ہے۔

اگرچہ عدالت نے زمین پر رویے کے ثبوتوں کا جائزہ نہیں لیا، اس نے واضح کیا کہ امداد کی جان بوجھ کر رکاوٹ یا ضروری سامان کی ہیرا پھیری بین الاقوامی قانون کے تحت سنگین خلاف ورزیوں اور جنگی جرائم کے مترادف ہو سکتی ہے۔ اس لیے قانونی معیار واضح ہے، حالانکہ عدالت نے اسے خود حقائق پر لاگو نہیں کیا۔

اقوام متحدہ کے اداروں اور انسانی تنظیموں سے آزاد رپورٹس اشارہ کرتی ہیں کہ غزہ پر عائد پابندیوں نے شدید بھوک اور طبی انہدام کو جنم دیا ہے۔ اگرچہ ان رپورٹس کا عدالت نے جائزہ نہیں لیا، وہ اس قسم کی صورتحال کو واضح کرتی ہیں جس سے ICJ کا قانونی استدلال براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ ایسی صورتحال جہاں ضروری اشیاء کی محرومی، اگر جان بوجھ کر ہو، تو جنگ کے طریقہ کار کے طور پر بھوک کا استعمال اور جو تھی جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 33 کے تحت ممنوعہ اجتماعی سزا کی ایک شکل بن جاتی ہے۔

عدالت نے یہ بھی تصدیق کی کہ ایسی پابندیاں ناقابل تنسیخ ہیں۔ مسلح تصادم یا جائز سیکورٹی خدشات کی صورتحال میں بھی، ریاستیں سیکورٹی دلائل کو جواز بنانے کے لیے استعمال نہیں کر سکتیں بین الاقوامی قانون کے لازمی اصولوں کی خلاف ورزیوں جیسے کہ بھوک، اجتماعی سزا، اور خود ارادیت سے انکار کے ممنوعات۔ یہ فرائض مطلق اور پابند ہیں، فوجی یا سیاسی حالات سے قطع نظر۔

## اقوام متحدہ کے رکن ملک کے طور پر فرائض

اقوام متحدہ کے رکن ملک کے طور پر، اسرائیل اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 2(2) اور 2(5) کے تحت تنظیم کے ساتھ نیک نیتی سے تعاون کرنے کا پابند ہے، اور چارٹر کے آرٹیکل 105 اور 1946 کی اقوام متحدہ کے استحقاق اور استثنیٰ کے کنونشن (CPIUN) کے تحت اقوام متحدہ، اس کے اداروں، اور عملے کے استحقاق اور استثنیٰ کا احترام کرنے کا پابند ہے۔ یہ تحفظات مسلح تصادم اور قبضے کے دوران بھی برقرار رہتی ہیں۔

ICJ نے تصدیق کی کہ اسرائیل کو اقوام متحدہ کے عملے، املاک، اور احاطوں کا احترام اور تحفظ کرنا چاہیے، اور خاص طور پر UNRWA جیسے انسانی امداد میں مصروف اقوام متحدہ کے اداروں کی سرگرمیوں کو اجازت دینا اور سہولت فراہم کرنا چاہیے۔ عدالت نے مخصوص واقعات کے بارے میں کوئی نتائج اخذ نہیں کیے، لیکن اس نے زور دیا کہ اقوام متحدہ کی سرگرمیوں میں مداخلت یا اس کے عملے پر حملے بین الاقوامی انسانی قانون کی سنگین خلاف ورزیوں کو تشکیل دیں گے۔

سیاق و سباق کے طور پر، اقوام متحدہ کے ذرائع رپورٹ کرتے ہیں کہ اکتوبر 2023 سے 2025 کے آخر تک 190 سے زائد اقوام متحدہ کے عملے۔ جن میں سے تقریباً سبھی UNRWA سے تھے۔ غزہ میں اسرائیلی فوجی کارروائیوں میں ہلاک ہوئے، جو 1945 کے بعد سے اقوام متحدہ کے عملے کے درمیان سب سے زیادہ ہلاکتوں کی تعداد ہے۔ اقوام متحدہ کے لمپلکس اور اسکول، جن کے کوآرڈینیٹس اسرائیلی حکام کو فراہم کیے گئے تھے، بار بار نشانہ بنے۔ اگرچہ ICJ نے ان حقائق کا جائزہ نہیں لیا، اس کی رائے ان قانونی ڈھانچوں کی وضاحت کرتی ہے جن کے تحت ایسی کارروائیوں کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔

## اسرائیل فلسطینی عوام کی خود ارادیت میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا

عوام کے خود ارادیت کا حق بین الاقوامی قانون کی ایک لازمی اصول (jus cogens) اور اقوام متحدہ کے چارٹر نظام کا ایک ستون ہے۔ یہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 1(2) اور ICCPR، 55 اور ICESCR کے آرٹیکل 1 میں منعکس ہے، اور اسے پوری بین الاقوامی برادری کے تئیں ایک erga omnes ذمہ داری کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

اپنی 2025 کی مشاورتی رائے میں، عدالت نے فیصلہ دیا کہ اسرائیل فلسطینی عوام کے اس حق کے استعمال میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا، بشمول اقوام متحدہ یا ممالک کی سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈالنے جو ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کو فروغ دیتے

ہیں۔ اسرائیلی ملکی قانون یا انتظامی کنٹرول کو OPT تک بڑھانا، عدالت نے پایا کہ ان ذمہ داریوں کے ساتھ غیر مطابقت رکھتا ہے اور فلسطینی خود مختاری کو روکتا ہے۔

ICJ نے اپنی 2024 کی مشاورتی رائے کو یاد کیا، جس نے مغربی کنارے میں اسرائیلی بستیوں کو غیر قانونی قرار دیا تھا اور اسرائیل سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ توسیع بند کرے، موجودہ بستیوں کو خالی کرے، اور معاوضہ فراہم کرے۔ اگرچہ 2025 کی رائے نے بعد کے پیش رفت کا جائزہ نہیں لیا، عوامی ریکارڈ اشارہ کرتے ہیں کہ اسرائیل نے بستیوں کی توسیع جاری رکھی، اور سیاسی رہنماؤں نے الحاق کی کھل کر وکالت کی۔ یہ مشاہدات، بیرونی رپورٹس سے اخذ کیے گئے، عدالت کے پچھلے فیصلوں کی روشنی میں فلسطینی خود ارادیت کی مسلسل کٹاؤ کو سمجھنے کے لیے سیاق و سباق فراہم کرتے ہیں۔

## نتیجہ

عالمی عدالت انصاف کی 2025 کی مشاورتی رائے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیل کی موجودگی کو منظم کرنے والی قانونی ذمہ داریوں کی ایک اہم دوبارہ تصدیق کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس نے اسرائیل کے قابض طاقت، اقوام متحدہ کے رکن ملک، اور بین الاقوامی قانونی نظام میں شریک کے طور پر فرائض کو واضح کیا، لیکن اس نے فیصلہ نہیں کیا۔ عدالت کا کردار قانون کی وضاحت کرنا تھا، نہ کہ شواہد کا جائزہ لینا یا قصور وار ٹھہرانا۔ یہ ایک امتیاز ہے جو عدالتی غیر جانبداری کو برقرار رکھتا ہے جبکہ بین الاقوامی اصولوں کی پابند تشریح پیش کرتا ہے۔

تاہم، یہ رائے ایک واضح قانونی ڈھانچہ فراہم کرتی ہے جس کے تحت اسرائیل کے اقدامات دیگر مجاز اداروں کے ذریعہ جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ یہ قائم کرتا ہے کہ:

- اسرائیل غزہ اور مغربی کنارے میں قابض طاقت بنا رہتا ہے؛
- اسے شہریوں کی فلاح و بہبود کی بنیادی ذمہ داری ہے؛
- اسے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کا احترام اور انسانی عملے کی حفاظت کرنی چاہیے؛
- اسے فلسطینی خود ارادیت میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے؛ اور
- اسے بھوک، اجتماعی سزا، یا الحاق کے مترادف کسی بھی رویے سے گریز کرنا چاہیے۔

عدالت نے یہ بھی دہرایا کہ یہ فرائض مطلق اور ناقابل تنسیخ ہیں۔ سیکورٹی کے تحفظات، خواہ کتنے ہی سنگین ہوں، بھوک، اجتماعی سزا، اور خود ارادیت سے انکار جیسے بین الاقوامی قانون کے لازمی اصولوں کی خلاف ورزیوں کو قانونی طور پر

منسوخ نہیں کر سکتے۔

ICJ کے نتائج اور غزہ اور مغربی کنارے میں حالات کے بارے میں بڑھتے ہوئے شواہد کی روشنی میں، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو اب عالمی فوجداری عدالت (ICC) سے اسرائیل کے رویے کا جائزہ لینے کی درخواست پر غور کرنا چاہیے، 2024 کے عبوری اقدامات، 2024 کی مشاورتی رائے، اور 2025 کی مشاورتی رائے کی روشنی میں۔ ایسی ایک پہل انکشاف سے جوابدہی کی طرف توجہ منتقل کرے گی، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ لازمی اصولوں کی خلاف ورزیوں کا عدالتی جائزہ لیا جائے۔

مزید برآں، جنرل اسمبلی اس تفتیش کو اقوام متحدہ کے اداروں اور رکن ممالک کی اپنی ذمہ داریوں کو شامل کرنے کے لیے بڑھا سکتی ہے، یہ جائزہ لیتے ہوئے کہ آیا ان کے اقدامات — یا غیر عملی — اقوام متحدہ کے چارٹر اور بین الاقوامی قانون کے تقاضوں کے مطابق نیک نیتی اور تعاون کے معیارات پر پورا اترتے ہیں۔

ICJ کی فقہ اس طرح نہ صرف قانون کا بیان بلکہ اس کے نفاذ کا راستہ بھی فراہم کرتی ہے۔ ان فیصلوں کی پاسداری بین الاقوامی قانون کی سالمیت، اقوام متحدہ کی ساکھ، اور انصاف اور انسانیت کے عالمگیر اصولوں کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے جن پر دونوں استوار ہیں۔